Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Al-Marjān Research Center

Introduction and Analysis of Selected Exegeses from the Indian Subcontinent: Methodologies, Styles, and Characteristics

بر صغیری مسالک کی منتخب تفاسیر کا تعاف و تجزیہ: مناہج اسالیب اور خصائص

Authors

1. Shoaib Siddique
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
shoaibsiddique1600@gmail.com

2. Samama Tahir
M Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation

Siddique, Shoib and Samama Tahir " Introduction and Analysis of Selected Exegeses from the Indian Subcontinent: Methodologies, Styles, and Characteristics." Al-Marjān Research Journal, 2, no.1, Jan-June (2024): 1– 18.

History

Received: January 15, 2024, **Revised**: February 27, 2024, **Accepted**: March 21, 2024, **Available Online**: June 27, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

Introduction and Analysis of Selected Exegeses from the Indian Subcontinent: Methodologies, Styles, and Characteristics

برصغیری مسالک کی منتخب تفاسیر کا تعاف و تجزیہ: مناہج اسالیب اور خصائص

*شعیب صدیق *ثمانہ طاہر

Abstract

This study provides a comprehensive introduction and analysis of selected exegeses (Tafsir) from the Indian subcontinent, focusing on the methodologies, styles, and characteristics of these works. The Indian subcontinent has a rich tradition of Quranic interpretation, with scholars contributing significantly to Islamic scholarship through their unique approaches and interpretative frameworks. This study aims to explore the intellectual diversity and depth of these contributions by examining key exegeses from this region. The methodologies employed by scholars in the Indian subcontinent are diverse, reflecting a range of theological, linguistic, and cultural perspectives. Some exegeses emphasize linguistic and grammatical analysis of the Quranic text, while others focus on contextual and historical interpretations. Additionally, there are works that incorporate philosophical and mystical dimensions, offering a holistic view of the Quran's message. By analyzing these varying approaches, the study highlights the pluralistic nature of Quranic interpretation in the region. The styles of exegeses from the Indian subcontinent are also varied, ranging from concise commentaries to extensive, multi-volume works. Some scholars adopt a narrative style, weaving Quranic stories with moral and ethical lessons, while others prefer a more analytical approach, dissecting each verse with meticulous detail. This stylistic diversity enriches the tradition of Quranic exegesis and demonstrates the adaptability of Islamic scholarship to different intellectual climates. One of the significant contributions of scholars from the Indian subcontinent is their ability to address contemporary issues through their exegeses. By relating Quranic teachings to the social, political, and economic contexts of their time, these scholars have made the Quranic message relevant to successive generations. Their works serve as a bridge between classical Islamic thought and modern challenges, providing valuable insights for both scholars and lay readers. Through a detailed examination of these exegeses, this study sheds light on the intellectual richness and diversity of Quranic interpretation in the Indian subcontinent. It underscores the importance of these works in the broader context of Islamic scholarship and highlights the enduring legacy of scholars from this region in contributing to our understanding of the Quran.

Keywords: Indian subcontinent, Tafsir, exegeses, methodologies, styles.

* پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

* ایم فل اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

تعارف

قرآن مجید کی تفسیر اسلامی علوم میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ ہر دور میں مختلف علماء اور مفسرین نے اپنے منہج، اسلوب اور علمی ذوق کے مطابق قرآن کی تفسیر کی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں بھی مفسرین نے اپنی تفاسیر کے ذریعے اسلامی علوم میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ اس مطالعہ کا مقصد برصغیری مسالک کی منتخب تفاسیر کا تعارف اور تجزیہ پیش کرنا ہے تاکہ ان تفاسیر کے مناہج، اسالیب اور خصوصیات کو سمجھا جاسکے۔ یہ مطالعہ برصغیر میں قرآن کی تفسیر کے علمی ورثے اور فکری تنوع کو اجاگر کرتا ہے اور ان تفاسیر کی علمی اہمیت اور تاثیر کو نمایاں کرتا ہے۔

تیسیر القرآن از مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ

تعارف تفسیر: یہ مولانا عبد الرحمن کیلانی "م: ۱۸ دسمبر 1995 (۲۵ رجب ۱۴۱۶ھ) کی شاہکار تصنیف ہے۔ جو چار ضخیم جلدوں پر محیط ہے جو فاضل مفسر نے اس میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نگاہ رکھا ہے۔

- **خصوصیات**

۱۔ آیات قرآنی کا ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے البتہ ربط قائم رکھنے کے لیے کہیں کہیں رابطے کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

۲۔ اختلافی فروعی مسائل میں اعتدال کی راہ اختیار کی گئی ہے۔

۳۔ منکرین حدیث کو علمی انداز سے جواب دینے اور دلائل کی قوت سے ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ جدید مغرب زدہ طبقے کے پھیلائے ہوئے شکوک اور اعتراضات کی نقلی اور عقلی دلائل سے تردید کی گئی ہے۔

۵۔ سودی کاروبار، تعدادِ ازواج، لونڈی اور غلام وغیرہ کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔[1]

جلدوں کی اشاعت اس طرح ہے:

پہلی جلد دسمبر ۱۹۹۹ء میں دوسری نومبر ۲۰۰۰ء میں تیسری مئی ۲۰۰۱ء میں اور چوتھی جلد جولائی ۲۰۰۲ میں چھپی۔

پہلی جلد: عنوانات سمیت ۶۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور سورۃ فاتحہ سے سورۃ الانعام تک ہے۔[2]

جلد دوم: پر جلد سورۃ الاعراف سے شروع ہو کر سورۃ الکھف پر ختم ہوتی ہے۔ یہ جلد ۶۶۴ء صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

جلد سوم: ۷۴۸ صفحات کی اس جلد میں سورتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ سورۃ مریم سے سورۃ ص تک۔

جلد چہارم: ۷۲۰ صفحات کی اس جلد میں سورۃ الزمر سے لے کر آخر قرآن تک ۷۶ سورتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔[3]

فاضل مفسر نے ۲۸۱۲ صفحات میں پھیلی ہوئی یہ تفسیر چار سال میں مکمل کی لیکن وہ مطبوعہ صورت میں اپنے اس عمل خیر کو دیکھ نہ سکے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام ان کی وفات کے بعد ان کے قائم کردہ اشاعتی ادارے مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور کی طرف سے ان کے عالی بخت صاحبزادوں نے کیا۔ جزاھم اللہ وخیر الجزاء[4]

- **"تیسیر القرآن" کے بارے آراء**

---

[1] کیلانی، عبد الرحمان، **تیسر القرآن** (لاہور، مکتبہ الاسلام، ۲۰۰۶ء)، ۱/۴

[2] کیلانی، عبد الرحمان، **تیسر القرآن**، ۳/۳

[3] بھٹی، محمد اسحاق، **برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن** (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۰۵ء)، ۲۶۱

[4] کیلانی، عبد الرحمان، **تیسر القرآن**، ۱/۹

اس جائزے سے یہ تاثر لیا کہ اسلوب بیان میں سختگی اور سلامتی پائی جاتی ہے اور اول تا آخر یکسانیت سے پر ہے۔ پیرایہ بیان وسیع تر معلومات کا حامل ہے۔ مفسر نے ہر مبحث میں اپنے اشیب قلم کو خوب جولانی دی ہے اور یکسوئی سے اس فریضہ کو سرانجام دیا ہے اور قلم کو سنجیدگی کے دائرہ میں لکھا ہے۔ اور تفسیر قرآن کے سلسلہ میں سرسید سے لے کر پرویز تک جو فتنے اور اعتزال رونما ہو رہے ہیں ان کا سدباب کر دیا۔ توضیح و تشریح میں سلف (صحابہ و تابعین) کی تعبیر اور اس کے مناہج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس مختصر تفسیر کا ایک امتیاز سوائے ناگزیز طرح کے لیکن استعمال نہ ہو اس اہتمام و انتظام کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ کے لیے اللہ ہی کا لفظ استعمال کریں جو قرآن کریم کا لفظ ہے جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔[5]

❖ تفسیر القرآن الکریم

❖ ترجمۃ القرآن

حافظ عبد السلام بھٹویؒ نے تفسیر لکھنے سے پہلے قرآنِ حکیم کا ترجمہ تحریر کیا۔ مترجم موصوف کے مطابق، مختلف تراجم کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ ایک ترجمے کی ضرورت باقی ہے، کیوں کہ اکثر تراجم میں کئی الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ الفاظ میں حروف کی کمی بیشی کو ترجمہ کرتے وقت ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض تراجم میں قرآن کے الفاظ سے زائد الفاظ داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے ایک ترجمہ کی ضرورت تھی، جس میں کسی لفظ کا ترجمہ نہ چھوڑا گیا ہو اور الفاظ سے زائد کا ترجمہ داخل نہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ اس ضرورت کے تحت انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ لکھنے کی سعادت حاصل کی۔[6]

❖ تفسیر القرآن

جلد پر آپ کی مرتب کردہ "تفسیر القرآن" کی اہم خصوصیات کا تذکرہ ذیل میں موجود ہے۔ ابتداء مصنف کا ارادہ، ایک پر مشتمل مختصر حواشی لکھنے کا تھا۔ بایں وجہ ان کی تفسیر میں ابتدائی پاروں کی تفسیر مختصر ہے۔ بعد کی جلدوں میں تفصیلات زیادہ ہیں۔ تفسیر کو آسان اسلوب میں تحریر کیا گیا ہے۔

❖ تفسیر بالماثور

عمومی رجحان، تفسیر بالماثور کا ہے، اور تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کے طریقہ کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خصوصاً قرآن حکیم کی آیات کو تفسیر کا خصوصی متدل قرار دیا جا سکتا ہے۔ موضوع اور ضعیف احادیث کو نقل کرنے میں احتیاط کی گئی ہے۔ اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کے حوالے دینے کے ضمن میں بھی صرف ثابت شدہ اقوال کو بیان کیا گیا ہے۔ نقل حدیث و اقوال میں حوالہ دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سورتوں سے فضائل ذکر کیے گئے ہیں اور اس ضمن میں احادیث و اقوال صحابہ کثرت سے نقل کیے گئے ہیں۔ تفسیر کا شاید ہی کوئی ایسا صفحہ ہو، جس پر کوئی نہ کوئی حدیث درج نہ کی گئی ہو۔[7] چند تفسیری نمونے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کی آیت "ملک یوم الدین" کی تفسیر میں درج ہے:

---

[5] کیلانی، عبد الرحمان، **تیسر القرآن**، ۱/ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴

[6] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم** (لاہور، دار الاندلس، 2009)، ۱/ ۹۔ ۱۰

[7] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم**، ۱/ ۲۹

الدین، دان یدین کا مصدر ہے، بدلہ لینا، جزاء بنا۔ رحمٰن ورحیم کے بعد جزا کے دن کا مالک ہونے کی صفت بیان فرمائی۔ ایک قراءت ملک یوم الدین ہے، یعنی روز جزا کا مالک اور وہ وہی ملک یوم الدین یعنی روز جزا کا بادشاہ قرآن مجید کے رسم الخط میں ملک لکھا ہوا ہے۔ اسے ملک اور مالک دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے اور دونوں قراتیں متواتر طور پر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالی قیامت کے دن کا مالک بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ الرحمن الرحیم کے ساتھ قیامت کے دن کے مالک اور بادشاہ ہونے کی مناسبت یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی بہت رحم کرنے والا ہوتا ہے مگر اس کی ملکیت میں کچھ نہیں ہوتا ہے مگر اس کا بادشاہ کوئی اور ہوتا ہے۔ وہ مالک ہوتے ہوئے بھی پورا اختیار نہیں رکھتا۔ یوم الدین کے معنی یوم جزا کے ہیں۔ اس دنیا میں بھی مکافات، یعنی اعمال کی جزا کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر اس جزا کا مکمل ظہور چونکہ قیامت کے دن ہوگا اس لئے قیامت کے دن کو خاص طور پر یوم الدین (بدلے کا دن) کہا گیا ہے اور اللہ تعالی کے اس دن کے مالک اور ملک (بادشاہ) ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس روز ظاہری طور پر بھی مالکیت اور ملوکیت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ فرمایا: یوم لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يو مئذ لله.[8] (جس دن کوئی جان کسی جان کے لئے کسی چیز کی مالک نہیں ہوگی اور اس دن حکم صرف اللہ ہی کا ہوگا)۔ ایک اور جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: لمن الملك اليوم لله الواحد القهار[9] (آج بادشاہی کس کی ہے؟ اللہ ہی کی، جو ایک ہے، وہ بے حد دبدبے والا ہے۔)۔ اس دن مالک بھی اللہ ہوگا، بادشاہ بھی وہی ہوگا، صرف اسی کا حکم چلے گا۔ صفت رحمت اور بدلے کے دن کی ملکیت میں مناسبت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کے پاس سو رحمتیں ہیں، جن میں سے اس نے ایک رحمت جن وانس، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان نازل فرمائی ہے، اس کے ساتھ وہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ وحشی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں اور اللہ نے ننانوے رحمتیں موخر کر رکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا۔ اس طرح مفسر نے عقلی دلائل سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ہر قسم کی شرکت داری کے عقیدے کو یکسر رد کر دیا ہے۔[10]

❖ توحید باری تعالی

توحید، ان کا خصوصی موضوع ہے۔ اس ضمن میں ان کا انداز مولانا حسین علیؒ سے مناسبت رکھتا ہے۔ مفسر موصوف نے جابجا، توحید کے متنوع پہلوؤں کو مبرہن کرنے کی کوشش کی ہے۔ پوری تفسیر میں شاید ہی کوئی ایسا صفحہ ہو، جو توحید کے کسی نہ کسی پہلو کے تذکرہ سے خالی ہو۔[11] مصنف عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی ذات ایک ہی ہے جو کہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کائنات کو تخلیق کرنے، اس کو منظم کرنے، اسے رواں دواں رکھنے میں کوئی اس کا شریک نہ تھا، نہ ہے اور نہ ہی رہے گا۔ وہ اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے مکمل اور ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ برصغیر کے سماج میں اس حوالے سے قابل اعتراض مروج امور کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور ان کی تردید کرتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

> "افسوس کہ بعض لوگ ان ہستیوں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں، جو سنتے ہی نہیں۔ نہ پاس موجود ہوتے ہیں، اور ایسی چیزوں کی مدد مانگتے ہیں، جو اگر زندہ ہوں، یا سن رہے ہوں، تب بھی ان کے اختیار میں نہیں۔ کتنا ظلم ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں

---

[8] الانفطار ۱۹:۸۳

[9] المومن ۱۶:۳۰

[10] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم**، ۱/ ۳۰

[11] ایضاً، ۲/ ۱۵ ۷

ایاک نستعین کا اقرار کرتے ہیں، پھر غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ مثلاً یا رسول اللہ اغثنی، یا، اے مولا علی، اے شیر خدا، میری کشتی پار لگا دینا۔ یا المدد یا غوث اعظم، یا مدد کن یا معین الدین چشتی۔ غرض صرف اللہ تعالی سے مدد مانگنے کے عہد واقرار کے بعد غیروں کو رب تعالی کا شریک بنا کر انھیں رب کے اختیارات کا مالک سمجھتے ہیں، اور ان سے استغاثہ واستعانت کرتے ہیں"[12]

❖ حفاظت قرآن

سورۃالحجر کی آیت: انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) کے ضمن میں حفاظت قرآن پر بحث کی ہے، تفسیری انداز کی ایک جھلک ان جملوں میں موجود ہے۔ "اللہ تعالی نے اس جملے میں بے حد تاکید کے لئے لفظ ہم نے کو تین دفعہ دہرایا ہے 'انا' میں 'نا' (ہم نے)۔ دوسرا نحن (ہم نے) اور تیسرا انزلنا میں نا (ہم نے) بہت کوشش سے بھی تینوں تاکیدوں کا ترجمہ فصیح اردو میں مشکل ہے۔ یعنی یہ اذکر جس کے لانے والے کو تم دیوانہ کہہ رہے ہو یہ تو خود ہم ہی نے نازل کی اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"[13]

❖ مفردات کی وضاحت

مفردات کے معانی بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ قواعد کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ جیسے ایک جگہ لکھا ہے: فادرءتم، اصل میں اتدارءتم اتھا، باب تفاعل کی تاء کو دال میں بدل کر دال میں ادغام کر دیا، ادغام کرنے سے شروع والا حرف مدغم ساکت ہوا، تو ساکن کو پڑھنے کے لئے شروع میں ہمزہ لائے، پھر شروع میں فاء، آنے سے ہمزہ تلفظ سے ساقط ہو گیا، لکھنے میں موجود ہے۔ قست، قسا، یکسو(ن)، ناقص وادی سے واحد مونث غائب کا صیغہ ہے، جب ایک شئے میں دوسری شئے سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہو اور پھر کسی عارضے کے سبب وہ صلاحیت باقی نہ رہے، تو عربی زبان میں اس کے لیے القاسی کا لفظ بولا جاتا ہے۔[14]

❖ سماجی اصلاح اور دعوتی اسلوب

وہ سماجی مسائل جو دین وشریعت سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، ان کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے، اور ان کے مضمرات بیان کیے ہیں۔ جیسے ایک جگہ لکھتے ہیں: "اب بھی مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں، جو اللہ کے ساتھ شرک کو اولیاء کا ادب، بدعات کو قرب الہی کا ذریعہ، کفار سے دوستی اور ان کے لیے غلبے کی کوشش کو حالات کا تقاضا قرار دیتے ہیں، مسلمانوں کی نسل کشی کو خاندانی منصوبہ بندی سکتے ہیں، بدکاری وبے حیائی پھیلاتے ہیں اور اسے عورتوں کے حقوق کا تحفظ قرار دیتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ سب نفاق کے مختلف مظاہر ہیں۔"

❖ مسلکی رنگ

مصنف برصغیر میں اہل سنت کے ایک مکتب فکر مسلک اہل حدیث" کے مشہور علماء میں سے ہیں، اس لئے مختلف فیہ مسائل میں اپنے مسلک کی ترجمانی کی ہے۔ جیسے آمین بالجہر، رفع الیدین اور دیگر مسائل۔

❖ تفسیر کے مآخذ

[12] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم**، ۱/ ۴۰

[13] ایضاً، ۲/ ۳۲۱۔۳۲۲

[14] ایضاً، ۱/ ۸۳

مصنف نے مکتبہ شاملہ کی مدد سے معروف عربی تفاسیر سے بھی استفادہ کیا۔ خصوصاً تفسیر ابن کثیر کو بکثرت ذکر کیا۔ ہے۔ علاوہ ازیں مشہور اردو تفاسیر کے علاوہ اپنے استاذ محمد عبدہ الفلاحؒ کے "اشرف الحواشی" ان کا اہم مصدر رہے۔ دیگر اردو تفاسیر سے بھی استفادہ کیا ہے تاہم ہر جگہ ان کا حوالہ دینے کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ دیگر علماء جیسے، ابن تیمیہ، ابن القیم، شاہ عبد القادر، اور شاہ ولی اللہؒ کی آراء سے بھی استفادہ کیا ہے۔

سادہ اور خطابی و دعوتی اسلوب میں لکھی گئی اس تفسیر نے نہ صرف مسلک اہل حدیث کی تفسیری ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے، بلکہ علمی لحاظ سے یہ تفسیر قابل قدر اہمیت رکھتی ہے۔ علوم اسلامیہ کے اساتذہ وطلبہ کے لیے ایک مفید تفسیر ہے۔[15]

مکتب دیوبند کی منتخب تفاسیر

تفسیر معارف القرآن

❖ تعارف تفسیر وزمانہ تالیف

تفسیر معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی متوفی: رجب ۱۳۹۴ھ (جولائی ۱۹۷۴ء) کی ایک عظیم کاوش ہے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اس تفسیر کا آغاز ۱۳۶۰ھ / ۱۹۶۱ء میں کیا۔ اس وقت قرار داد پاکستان منظور ہو رہی تھی اور مسلمان ایک علیحدہ مملکت کے لیے جدو جہد کر رہے تھے۔ دوسری طرف مولانا ابولکلام آزادؒ اپنی تفسیر میں قومی وحدت کا تصور اجاگر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان دگرگوں حالات میں مولانا اس تفسیر پر یکسوئی سے توجہ نہ دے سکے۔ جب پاکستان بن گیا تو مسلمانوں ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان ہجرت کر آئے۔ مولانا ۱۹۴۹ء میں بہاولپور آئے اور جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الجامع کے منصب پر فائز ہوئے۔ مولانا کو ۱۹۵۱ء میں لاہور جامعہ اشرفیہ آنے کی دعوت دی گئی اس دعوت کو آپ نے قبول کر لیا اور ۲۶ اگست ۱۹۵۱ء کو جامعہ اشرفیہ لاہور آگئے۔ ملکی حالات کی وجہ سے مولانا جمادی الاول ۱۹۵۵ء یعنی پندرہ برس کے عرصہ میں صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر لکھ سکے۔ لاہور میں قیام کے دوران ۱۹۶۲ء تک یعنی سات سال دوماہ کے عرصہ میں آپ نے سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کی تفسیر لکھی۔ ۱۴ رجب المرجب ۱۹۶۷ء تک دس پاروں کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ۱۴ ذی الحجۃ الحرام ۱۹۶۹ء کو نصف قرآن کی تفسیر مکمل ہوئی۔

• تفسیر کی نوعیت

مولانا کی تفسیر اقوال صحابہ و تابعین و سلف صالحین کے آراء پر مبنی ہے۔ مولانا سلف صالحین کے آثار پر مبنی اسلوب سے ہٹ کر مقاصد قرآن کے خلاف تفسیر کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ دیگر یہ کہ یورپ کے بے دین لوگ جو تفسیر قرآن کی آڑ میں اپنے الحادی نظریات کو پھیلانا چاہتے ہیں، آپ مسلمانوں کو ان کی فتنہ پروری سے بچانا چاہتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: "یہ ناچیز سلف وصالحین کی اتباع کو سعادت سمجھتا ہے"[16]

• تفسیر ماخذ

[15] عاصم نعیم، **پاکستان کا اردو تفسیری ادب** (لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۹)، ۴۳۳

[16] محمود اختر، **اردو تفسیری ادب کا تجزیاتی مطالعہ**، ۱۵۳

مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تفسیر متقدمین و متاخرین کی کتب تفسیر کا جوہر ولب لباب ہے۔ حقائق و معارف حکیم میں یہ تفسیر خصوصاً تفسیر کبیر، البحر المحیط، روح المعانی، احکام القرآن اور تفسیر ابوالسعود کا انتخاب ہے دیگر اہم مآخذ میں علامہ جریرؒ کی جامع البیان اور ابن عطیہؒ کی روح البیان، اس کے علاوہ علامہ سیوطیؒ کی "در منثور" اور علامہ ابن کثیرؒ کی "تفسیر القرآن العظیم" ہے۔

آیت: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ‌ؕ[17]

مولانا اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: نماز ایک عجیب عبادت ہے جو فحشاء اور منکر کے دور کرنے میں تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ ابتداء نماز میں بعد خشوع و خضوع خدا کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا ہے اور اخیر نماز میں دوزانوں خدا کے سامنے بیٹھنا اور مانگنا ہے اور بلاشبہ نماز جیسی عظیم عبادت بشرطیکہ وہ اپنے شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کی جائے اور وہ صحیح نماز ہو تو ایسی نماز بلاشبہ بے حیائی سے اور ہر ناپسندیدہ فعل سے روکتی اور باز رکھتی ہے جو شخص نماز پر مداومت کرے گا تو ایک نہ ایک دن نماز اس کو کھینچ کر ترک معاصی وسیئات سے دور لے جائے گی۔ جتنا نماز سے قریب ہوتا جائے گا اتنا ہی فحشاء اور منکر سے بعید ہوتا جائے گا۔[18]

❖ تفہیم القرآن از مولانا مودودیؒ

❖ تعارف تفسیر

اس مشہور و معروف تفسیر کے مؤلف بانی جماعت اسلامی متوفی: ۱۹۷۹ء سید ابوالاعلی مودودیؒ ہیں۔ اس تفسیر کو آپ نے محرم ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں لکھنا شروع کیا اور یہ سلسلہ سورۃ یوسف کے آخر تک پورے پانچ سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد جب آپ کو اکتوبر ۱۹۴۸ء میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت نیو سنٹرل جیل ملتان میں رکھا گیا تو اس دوران ۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ء میں آپ نے اسے نظر ثانی کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کے قابل بنادیا۔ مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ جاری رہا اور تئیس سال چار ماہ بعد ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ / ۷ جون ۱۹۷۲ء میں یہ ترجمہ و تفسیر مکمل ہوئی۔ تفسیر تفہیم القرآن برصغیر پاک و ہند میں کثرت سے شائع ہوتی رہی ہے۔ تفہیم القرآن کو مرکزی مکتبہ اسلامی چتلی قبر دہلی نمبر 4 نے چھ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔ جلد اول پہلی مرتبہ جس کی ۱۳ ویں اشاعت مئی ۱۹۳۳ء میں ہوئی جلد دوم ۱۹۸۵ء جلد سوم ۱۹۶۳ء جلد چہارم و پنجم ۱۹۷۱ء اور جلد ششم ۱۹۷۳ء میں طبع کی گئی۔ ہر جلد کے شروع میں فہرست مضامین اور فہرست نقشہ جات ہے۔ جلد اول بھی مولانا کا تحریر کردہ ایک طویل دیباچہ اور مقدمہ ہے جس میں تفہیم کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر سورہ کی شروعات دیباچہ سے کی گئی ہے۔[19]

تفسیر لکھنے کا مقصد مولانا مودودیؒ یہ تحریر فرماتے ہیں: "میں ایک مدت سے یہ محسوس کر رہا تھا کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ لوگوں میں روح قرآن تک پہنچے اور اس کتاب پاک کے حقیقی مدعا سے روشناس ہونے کی جو طلب پیدا ہو گئی ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے مترجمین و مفسرین کی قابل قدر مساعی کے باوجود نیوز تشنہ ہے اس کے ساتھ میں یہ احساس بھی اپنے اندر پارہا تھا کہ اس تشنگی کو بھانے کے لیے کچھ نہ کچھ خدمت میں بھی کر سکتا ہوں ان دونوں احساسات نے مجھے اس کوشش پر مجبور کیا۔"[20]

- **خصوصیات تفسیر**

---

[17] العنکبوت، ۲۹: ۳۵

[18] کاندھلوی، محمد ادریس، **معارف القرآن**، (لاہور، ادارہ فہم القرآن، اکتوبر، 1999)، ۶

[19] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن** (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، اکتوبر، 1986)، ۱/ ۵

[20] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن**، ۱/ ۵

تفہیم القرآن کی اُردو سلیس، شیریں، دلکش، رواں، عام فہم اور معیاری ہے۔ مولانا مودودیؒ نے لفظی ترجمہ یا بامحاورہ ترجمہ کی بجائے آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ یہ تحریر کرتے ہیں کہ اب تک کے مشہور تراجم کافی ہیں اس کے علاوہ لفظی ترجمے میں چونکہ زبان کی بلاغت اور روانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے آزادانہ ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مولانا نے قرآت اور نحو وصرف کی لمبی چوڑی بحثیں نہیں کی، بلکہ انتہائی ضرورت کے موقع پر ہلکا سا حوالہ دیتے ہیں کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ قرآن کی زبان عام فہم اور ہر خاص وعام کے لیے سہل ہے۔ تفہیم القرآن کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ آپ تاریخی پس منظر میں دلائل کی مدد سے سورتوں و آیات کا زمانہ نزول متعین کرتے ہیں۔ تفہیم القرآن میں بکثرت سبھی مذاہب کی کتب کے حوالے ملتے ہیں۔ مولانا نے تفسیر کے دوران آسمانی کتب اور قرآن کا تقابلی مطالعہ بھی کیا ہے۔ اور اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ کہاں کہاں ان تحریف شدہ آسمانی کتب میں ترمیمات ہیں اور قرآن کی حقانیت ثابت کرنے میں اہل کتاب کے لیے ان کی کتابوں سے شہادتیں پیش کی ہیں۔[21]

مولانا مودودی نے اٹھائیس صفحات پر مشتمل تفہیم القرآن کا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں دو مقاصد آپ کے پیش نظر تھے۔ ایک قاری کو ایسی معلومات فراہم کرنا جن کو سمجھنے کے بعد قرآن فہمی آسان ہو جائے، دوسرا پہلے ہی سے ان سوالوں کے جواب دے دینا جو مطالعہ قرآن کے دوران اُٹھ سکتے ہیں۔ آیات کی تفسیر کے ضمن میں روایات بھی بیان کرتے ہیں۔ مگر روایات جمع کرنا ان کے پیش نظر نہیں، اس لیے اپنی روایتوں کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں جن سے مفہوم کے سمجھنے میں مدد ملتی ہو اور وہ درایت کے معیار پر بھی پوری اترتی ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کتاب کے مقدمہ قرآن کا سلیس اور مکمل تعارف کرا دیتے ہیں کہ قرآن اصول وکلیات پر مبنی دعوت و تحریک کی کتاب ہے اور وہ دنیا میں موجود تمام کتب سے منفرد اور انوکھی ہے۔[22]

❖ معارف القرآن از مولانا مفتی شفیع صاحبؒ

❖ تعارف تفسیر

- **وجہ تالیف**

مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں اس تفسیر کا آغاز ۱۳۸۸ھ کی شدید بیماری میں ہوا اور خاتمہ پانچ سال کے بعد ۱۳۹۲ھ کی شدید بیماری کے متصل بعد ہوا۔ یہ پانچ سال آخر عمر کے طبعی ضعف، مختلف قسم کے امراض کے تسلسل، افکار کے ہجوم اور ملک میں انقلابی ہنگاموں کے سال تھے۔ انہی میں حق تعالی نے اس تفسیر کے تقریبا سات ہزار صفحات اس ناکارہ کے قلم سے لکھوا دیئے۔ علماء کے لئے تفسیر قرآن میں سب سے پہلا اور اہم کام لغات کی تحقیق نحوی ترکیب، فن بلاغت کے نکات اور اختلاف قرات کی بحثیں ہیں۔ جو بلاشبہ فہم قرآن میں اہل علم کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اس کے ذریعے قرآن پاک کے صحیح مفہوم کو پایا جاسکتا ہے لیکن عوام تو عوام ہیں، آج کل کے بہت سے اہل علم بھی ان تفصیلات میں الجھن محسوس کرتے ہیں بالخصوص عوام کے لئے تو یہ بحثیں ان کے فہم سے بالا ہیں وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا مشکل کام ہے حالانکہ قرآن کا مقصد حقیقی یہ ہے کہ انسان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق قوی ہو اور اس کے نتیجے میں مادی تعلقات اعتدال پر آجائیں کہ وہ دین کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر ہو اور انسان اپنے ہر قول وفعل پر یہ سوچنے کا عادی ہو جائے

[21] شاہد علی، **اردو تفاسیر بیسویں صدی میں** (دہلی، مکتبہ کتابی دنیا، ۲۰۰۹ء)، ۱۷

[22] ندوی، فیصل احمد، **تفسیر اور اصول تفسیر**، (لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۸۹)، ۱۳۳

کہ اس میں کوئی چیز اللہ اور اسکے رسول کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ اس چیز کو قرآن نے اتنا آسان کر دیا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی خود دیکھ کر اور بالکل ان پڑھ جاہل سن کر بھی یہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے قرآن نے خود اس بات کا اعلان فرمایا ہے۔

وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿[23]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر معارف القرآن آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کے کل صفحات ۵۷۳۵ ہیں یہ تفسیر ادارۃ المعارف کراچی سے طبع ہوئی ہے اور اس کے متعدد ایڈیشن چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں یہ تفسیر پہلے پہل دروس قرآن کے نام سے ۳ شوال ۱۳۷۳ھ / ۲ جولائی ۱۹۵۴ء میں ریڈیو پر شروع ہوئی مگر پھر اچانک یہ درس قرآن جون ۱۹۶۴ء میں بند کر دیا گیا۔ جس وقت یہ درس قرآن بند ہوا اس وقت سورۃ ابراہیم کی اہم آیات کی تفسیر بیان کی گئی تھی لوگوں کے اصرار پر ۱۴ صفر ۱۳۸۳ھ میں یہ کام باقاعدہ تفسیر کی غرض سے شروع کیا گیا۔ مگر پھر بعض وجوہات کی بناء پر یہ کام پھر تعطل کا شکار ہو گیا تو جب حضرت کو فرصت ملی تو آپ نے شوال ۱۳۸۸ھ میں دوبارہ تفسیر کے کام پر قلم اٹھایا اور ۱۳۹۲ھ میں تفسیر کا اختتام ہوا۔

❖ اسلوب

- **سادہ انداز بیاں**

معارف القرآن موجودہ ان تفاسیر میں شمار کی جاسکتی ہے جن کے مصنفین نے انہیں عوام کے لئے عام فہم بنانے کی کوشش کی ہے، جنہیں آدمی مطالعہ میں لاکر منزل کو پاسکتا ہے۔ معارف القرآن کی بڑی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسکی زبان سلیس اور عام فہم ہے اور قدرتی سادگی کی جھلک کہیں دکھائی دیتی ہے اور کہیں معدوم نظر آتی ہے۔

مولانا عبد الشکور ترمذی "البلاغ" میں اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں۔:

> "طرز بیان اور اسلوب نگارش نہایت شگفتہ سلیس اور سہل ہے، مطالب قرآن کے بیان میں سلاست زبان اور حلاوت بیان قابل قدر ہے اور وجہ آفرین مختصر یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کا بیان اور مسائل حاضرہ وضروریہ کا حل اس قدر سلیس زبان اور شگفتہ انداز میں فرمادیا ہے کہ معمولی تعلیم یافتہ شخص کے لئے بھی اس سے استفادہ کر کے مطالب قرآن کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔"[24]

کراچی کے ایک اور فاضل عالم مولانا سلیم اللہ خانؒ لکھتے ہیں: "معارف و مسائل کی تقریر اور شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے مثالوں کو اس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی آسانی سے مدعا سمجھ سکتا ہے"۔

یہ تھیں وہ شہادات جو انکی معارف القرآن کی سادگی اور عام فہم ہونے پر تھیں۔

- **تفسیر قرآن اور وضعیت کا ورود**

مولانا آزادؒ لکھتے ہیں:

---

[23] القمر ۱۷:۵۴

[24] مفتی شفیع، **امداد المفتین**، (فتویٰ دار العلوم دیوبند، ۱۹۷۷)، ۹۲

"فطرت سے جب بعد ہو جاتا ہے اور وضعیت کا استغراق طاری ہو جاتا ہے تو طبیعتیں اس پر راضی نہیں ہوتیں کہ کسی بات کو اسکی قدرتی سادگی میں دیکھیں وہ سادگی کے ساتھ حسن و عظمت کا تصور ہی نہیں کر سکتی"[25]۔

یہ تمدن کسی ایک گروہ حلقہ تک محدود نہ رہا بلکہ اسکی زد میں بڑے بڑے عالم، زاہد، عابدہ آئے حتی کہ مفسرین حضرات بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکے آج جب ہم اس کی تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں تو پہلی بات جو ہمیں دکھائی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر ضروری مباحث اور غیر ضروری فلسفہ ان میں مندرج ہے۔ جس سے قطعاً کوئی افادیت نہیں نہ ان کی امت کے کسی ایک گروہ کو ضرورت تھی۔ امام رازی کی تفسیر کے بارے میں تنقید کرنے والوں کو بالآخر یہ کہنا پڑا: "فیه کل شيء إلا التفسیر" کہ اس میں تفسیر کے علاوہ ہر چیز ہے۔

- **مختلف مسالک کی نمائندہ تفسیر**

جس دور میں تفسیر معارف القرآن تصنیف ہوئی اس دور میں مختلف مکاتب فکر معرض وجود میں آچکے تھے۔ ان میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس دور میں تفسیر القرآن کا ایک اور رجحان مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی ہے۔ قرآن پاک سے ہر دور میں تمام مکاتب فکر نے اپنے اپنے زمانے میں اپنے اپنے حق میں استدلال کیا ہے، برصغیر میں بھی یہ رجحان پایا جاتا ہے مختلف مکاتب فکر نے قرآن سے اپنے موقف کا اثبات کرنے کی کوشش کی ہے۔

- **معارف القرآن کا فقہی انداز**

معارف القرآن میں حضرت مفتی صاحبؒ فقہی مسائل کو نہایت احتیاط سے لکھتے ہیں اور چاروں آئمہ کا مسلک بھی واضح کر دیتے ہیں، موجودہ دور کے بعض مفسرین حضرات جو لفظوں کو دیکھ کر حکم لگانے کے عادی ہوتے ہیں ان کا رد بھی احسن انداز میں کرتے ہیں۔ معارف القرآن ساری کا تقریباً ہی انداز ہے مثلاً: حضرت مفتی صاحبؒ فقہی مسالک کو برحق گردانتے ہیں اور ہر ایک کی رائے کا احترام کرتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک ہر مجتہد فقیہ کی رائے صحیح ہوتی ہے، ہاں ترجیح جس پر سمجھتے اس پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں (معروف و منکر کے معنی کے تحت)[26]: آئمہ مجتھدین جس کی شان اجتھاد و علمائے امت میں مسلم ہے اگر کسی مسئلہ میں ان کے دو مختلف قول ہوں تو ان میں سے کسی کو بھی منکر شرع نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس کی دونوں جانبین معروف میں داخل ہیں۔ ایسے مسائل میں ایک رائے کو راجح سمجھنے والے کو یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے پر انکار کرے، جیسا کہ گناہ پر کیا جاتا ہے۔ ان مسائل کو محاذ جنگ بنانا صرف ناواقفیت یا جہالت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

- **تفسیر معارف القرآن کے ماخذ**

معارف القرآن شاہ ولی اللہؒ کے گروہ کے ایک عالم متجر کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے، مولانا مرحوم نے یہ تفسیر اسی جذبہ اور روح کے ساتھ لکھی ہے جو جذبہ اور روح شاہ ولی اللہؒ نے امت مسلمہ کو دیا تھا مولانا کے اکابروں کا سلسلہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک پہنچتا ہے۔ وہ مدرسہ دیوبند کے عظیم سپوت ہیں اور مدرسہ دیوبند شاہ ولی اللہؒ کے فکر کی ایک عملی صورت ہے۔ یہ تفسیر اپنے اندر انواع و اقسام کے مضامین، سمیٹے ہوئے ہے تفسیری رجحانات میں ایک نیا انداز یہ بھی ہے کہ ایک ہی تفسیر میں کئی کئی رجحانات کو یکجا کر دیا گیا، معارف القرآن میں یہی رجحان غالب طور پر نظر آتا ہے۔

---

[25] مفتی شفیع، **امداد المفتین**، ۴۰

[26] مفتی شفیع، **امداد المفتین**، ۴۱۔۴۲

اس میں تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث واقوال صحابہ کا انداز بھی پایا جاتا ہے تو اس اعتبار سے یہ تفسیر طریقہ محدثین کی نمائندہ کہلا سکتی ہے۔ آیات احکام میں بھی مفسر مرحوم نے تفصیلی بحث کی ہیں، مفسر چونکہ حنفی المسلک ہیں لہذا انہوں نے مسائل واحکام میں فقہ حنفی کا ہی تتبع کیا ہے۔ مسائل واحکام محض سرسری انداز میں ہی بیان کئے گئے۔ بلکہ مستند کتب فقہ کی روشنی میں مکمل استدلال کیساتھ بیان کئے ہیں مسائل فقہ کا اگر جدید دور میں کہیں اطلاق ہوتا ہے تو مرحوم پوری وضاحت ووثوق کے ساتھ جدید دور میں پیدا مسائل کا فقہی حل پیش کرتے ہیں اس سلسلے میں ان کی رائے مدلل، بڑی متوازن اور قابل قبول ہوتی ہے۔ اس میں مسائل تصوف بھی ہیں لیکن یہ مسائل بڑے مفصل اور بیان القرآن کے حوالے سے ہی ہیں۔ اس تفسیر کی اہمیت اس اعتبار سے بھی بڑھ گئی ہے کہ بہت سے جدید مسائل جس کے بارے میں ایک نوجوان ذہن خاصا بے چین نظر آتا ہے ان کا حل کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے معتبر ماخذ سے دیا گیا ہے۔

❖ تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ

❖ تفسیر تدبر قرآن کی خصوصیات

تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی مشہور و معروف تفسیر قرآن ہے۔ یہ تفسیر اس تدبر و فکر کی آسیہ دار ہے جو مولانا کی زندگی کا سب سے محبوب مشغلہ رہا ہے۔ قرآن کی طرف سے مولانا کہیں غافل نہیں رہے۔ غور وفکر کے ذریعے سے وہ اپنے استاذ گرامی کے خزانہ علم میں برابر اضافہ کرتے رہے۔ اپنے استاد گرامی حمید الدین فراہیؒ سے قرآن کا جو علم انہوں نے حاصل کیا اس کی قدر وقیمت ان کی نگاہ میں تھی، پھر بھی استاد کی ہر تحقیق کو انہوں نے حرف آخر نہیں سمجھا۔ اسی لیے اپنے استاذ کی جن باتوں سے وہ مطمئن نہیں ہو سکے ہیں۔ ان سے اختلاف کا اظہار بھی کیا۔ مولانا قرآن کی عام رائج تفسیر کی کتابوں سے مطمئن نہیں تھے۔ ان کے نزدیک تفسیر کا معیار جس درجہ بلند ہونا چاہئے اس کا لحاظ رکھنے سے بالعموم مفسر قاصر رہے ہیں۔ ان کا تفسیر کرنے کا ایک اپنا مزاج ہے ان کے مطابق قرآن کے بعض حصے خود اسکی تفسیر کرتے ہیں۔ لہذا قرآن کو سمجھنے کے لئے پورے قرآن پر نگاہ رکھنی چاہئے اس کے علاوہ اگر ہماری نظر اسلام سے قبل جاہلی رسوم وعقائد اور تہذیب پر نہیں تو بھی ہم قرآن کے بہت سے مفاہیم سے ہم بے خبر رہ جائیں گے۔ اس طرح قرآن فہمی کے خارجی ذرائع میں کتب سابقہ کی تاریخ کا علم بھی ضروری ہے۔

ذیل میں تفسیر تدبر قرآن کی ان چند خصوصیات پر روشنی ڈالی جارہی ہے جو اس تفسیر کو دوسری تفسیروں سے ممتاز اور منفرد کرتی ہے اور بعض ان خصوصیات کا بھی ذکر ہے جو بعض تفسیروں میں مشترک ہیں۔

- **پہلی خصوصیت**

اس تفسیر کی سب سے پہلی خصوصیت تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔ چنانچہ ایک مضمون ایک جگہ ایک اسلوب میں بیان ہوا ہے دوسری جگہ دوسرے اور تیسرے مقام پر تیسرے اسلوب میں۔ مثال کے طور پر وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِيَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۞ [27]

ترجمہ: اور ہم نے اس قرآن میں گوناگوں اسلوبوں سے بات واضح کر دی ہے کہ وہ یاد دہانی حاصل کریں۔

مولانا اصلاحیؒ نے تدبر قرآن میں ان مختلف اسالیب سے بحث کرتے ہوئے تعریف آیات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مثلاً توحید کے دلائل قرآن مجید کے مختلف مقامات پر مختلف اسالیب میں آئے ہیں۔ کہیں توحید کے دلائل میں تضاد اور موافقت کے طور پر پیش ہوئے ہیں تو کہیں توحید کی آفاقی دلیل بیان ہوئی ہے اور کہیں اس کے نفسی دلیل کا ذکر ہوا ہے۔

---

[27] بنی اسرائیل ۱۷:۴۱

- **دوسری خصوصیت**

تدبر قرآن کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فہم قرآن کے وسائل وذرائع کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ داخلی وسائل

۲۔ خارجی وسائل

اس کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے داخلی وسائل کو خارجی وسائل پر فوقیت دے کر خارجی وسائل کو داخلی وسائل کے تابع رکھا گیا ہے۔

داخلی وسائل میں قرآن کی زبان، تنظیم کلام، قرآن کے اسلوب بیان اور اس کے نظائر و شواہد کو رکھا گیا ہے اور خارجی وسائل میں صحیح احادیث، سابقہ آسمانی صحیفے اور تاریخ شامل ہیں۔

1۔ داخلی وسائل

- **قرآن کی زبان**

قرآن کی زبان عربی ہے اور عربی بھی قریش کے لہجے کی عربی، اس کی فصاحت وبلاغت ایک معجزہ ہے۔ لہٰذا قرآن کی حکمتوں کو سمجھنے کے لئے اس کی زبان کا ادراک ضروری ہے۔ عرب شعار و ادباء کا مطالعہ ضروری ہے تب کہیں اس زبان کی تفہیم ہو سکے گی جو تفکر و تدبر قرآن کے لئے مطلوب ہے۔

- **نظم قرآن**

قرآن کسی کلام کا ایسا لازمی جزو ہے جس کے بغیر کسی اہم اور بامقصد کام کا تصور ناممکن ہے۔ چنانچہ کلام پاک کی فصاحت و بلاغت کا اصلی راز یہی نظم ہے۔ ایسا نظم جو ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل جو کہ ایک سی نہیں، کوئی چھوٹی ہے تو کوئی بڑی ہے، لیکن نظم ایسا کہ اول تا آخر یکساں طور پر نظر آتا ہے۔ تعلیم قرآن کے رہنما اصولوں کی روشنی میں تدبر قرآن سب سے کامیاب کوشش ہے اور کوئی بھی تفسیر خواہ کسی بھی زبان میں ہو اس کی ہمسری کا دعوی نہیں کر سکتی۔ اور ہر صاحب نظر انسان اس کا عام مشاہدہ کر سکتا ہے۔

- **قرآن کا اسلوب**

قرآن کے اسلوب کو سمجھنے کے لئے بھی قرآن کی زبان کی طرح اس وقت کے خطیبوں اور علماء کے طریقہ استدلال کو سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن کا اسلوب بیان عام طور پر وہی ہے جو اس وقت کے خطبائے عرب کا تھا۔ جس طرح ایک خطیب موقع محل کے مطابق اپنے لب ولہجہ و مخاطب کو بدلتا ہے یہی رویہ قرآن کا بھی ہے یعنی ابھی تو خطاب مسلمانوں سے تھا، ساتھ ہی مشرکین سے ہو گیا۔ ذکر اہل کتاب کا چل رہا تھا ساتھ ہی مسلمانوں کا ذکر آگیا۔ یہ کوئی اجنبی اسلوب نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اس اسلوب خطاب سے واقف ہے اسے جانتا ہے۔ تدبر قرآن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ہر خطاب کا رخ اس طرح مستقیم ہو جاتا ہے جیسے آپ خود مجمع میں شریک ہو کر خطیب سے خطاب سن رہے ہیں۔

2۔ خارجی وسائل

- **احادیث صحیحہ**

تفسیر قرآن کے متعلق امین احسن اصلاحیؒ پر الزام رہا ہے کہ وہ احادیث کو تفسیر کے ضمن میں قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔ لیکن اگر تفسیر تدبر قرآن کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ اعتراض بھی رفع ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں بیشمار مواقع ایسے ہیں جن پر مولاناؒ نے یا تو سیدھے سیدھے پوری حدیث نقل کی ہے یا پھر فقط حدیث کا حوالہ دے کر آگے بڑھ گئے۔ مثلاً سورۃ النساء کی آیت: ۱۳۵ کی تفسیر میں مولانا اصلاحیؒ نے بخاری و مسلم کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں فاطمہ مخزومی نے چوری کی تھی اور نبی ﷺ نے فیصلہ کرنا تھا تو قبیلے والوں نے اسامہ بن زیدؓ سے سفارش کرائی تو

حضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا اور خطبہ کے لئے کھڑے ہو کر فرمایا: "لوگو! تم سے پہلے قوموں کو اسی چیز نے تباہ کیا کہ ان کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کرنے کا، میں تو اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔[28]

- **کتب سماویہ**

قرآن مجید میں جگہ جگہ تورات، زبور اور انجیل کے حوالے ہیں۔ بہت سارے مقامات پر انبیائے بنی اسرائیل کے واقعات ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی تحریفات کی تردید اور پیش کردہ تاریخ پر تنقید ہے۔ مولانا اصلاحیؒ نے ان مواقع پر تفسیر کی کتابوں میں منقول روایات پر اعتماد کرنے کی بجائے اصل ماخذ سے رجوع کیا ہے۔ اس لئے کہ روایات عموماً سنی سنائی ہیں، ان کی سند موجود نہیں۔ لیکن یہ بھی نہیں کہ مولانا نے قدیم آسمانی کتابوں سے من وعن تفسیر میں نقل کیا ہو، بلکہ ان بیانات کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھا ہے۔ پھر جہاں موافقت ہے اسے ملالیا اور جہاں تضاد ہے اسے چھوڑ دیا۔

- **تاریخ عرب**

قرآن مجید میں بہت سے واقعات یا آیات ہیں کہ اگر عربوں کی تاریخ کے بارے میں علم نہ ہو تو آیات کی تاویل میں بڑی دشواری پیش آئے گی۔ گو کہ اسلام سے قبل عرب کی کوئی مستند تاریخ نہیں، لیکن شعراء کے کلام میں خاصے اشارے موجود ہیں۔ تدبر قرآن میں کسی بھی موقع پر ایسی تشریح نہیں کی گئی جس کے اشارے کلام عرب میں نہ ہوں۔

- **تیسری خصوصیت**

تدبر قرآن کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عصمت رسول ﷺ اور ناموس صحابہؓ کا مومنانہ دفاع کیا گیا ہے۔ رسول ﷺ کے دور میں جن ایک دو صحابہ یا صحابیات کہ جن کا جرم ثابت ہو گیا تھا، ان کے علاوہ تفسیر میں جس طرح صحابہؓ کا دفاع کیا گیا ہے شاید ہی کسی اور تفسیر میں ہو۔

- **چوتھی خصویت**

اس تفسیر کی چوتھی خوبی یہ ہے کہ اس میں مضامین کا مطالعہ بڑے شاندار تجزیاتی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جس سے قرآن کے ہر مضمون کو الگ الگ سمجھنے میں سہولت پیدا کی گئی ہے۔ اس سے ایک تو طالب علم کو تحقیق کے ساتھ ساتھ قرآن کے پڑھنے والوں کو بھی رہنمائی ملتی ہے اور ساتھ ساتھ قرآن کے پڑھنے والوں کو بھی رہنمائی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ پھر اس تفسیر میں ایک خاص انداز میں ہر سورہ کا تجزیہ بھی بہت اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ سورۃ کا ماقبل سورتوں سے ربط۔

۲۔ اجزائے کلام کا جامع تجزیہ۔

۳۔ ہر جزو کا خلاصہ۔

۴۔ پھر اس جزو کی آیات۔

[28] اصلاحی، امین احسن، **علوم القرآن** (علی گڑھ، ادارہ علوم القرآن، ۲۰۰۰ء)، ۲/ ۳۲۔۶۶

۵۔ پھر ان کا ترجمہ۔

٦۔ پھر آیات کی تحقیق اور تفسیر۔

- **پانچویں خصوصیت**

اس تفسیر کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن کی عربی معلّی کا اردوئے معلی میں ترجمہ و تفسیر ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ ادب کی شیرینی کے علاوہ خطابت کا زور بھی ہے۔ تفسیر تدبر قرآن کی یہ خصوصیت تو ایسی ہے جس کی دلیل میں تدبر قرآن کا ہر صفحہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

- **چھٹی خصوصیت**

تفسیر تدبر قرآن کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اول تا آخر جرات اظہار پوری طرح نمایاں ہے۔ مولانا نے جس رائے کو بھی درست سمجھا اس کی تائید کی ہے اور جس کو غلط سمجھا اس پر کھل کر تنقید کرتے ہیں۔ لیکن مولانا کے اس انداز کو بعض اہل علم "تعلی" پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ یہ رائے درست نہیں۔ الغرض تفسیر قرآن اپنی خصوصیات و امتیازات کے لحاظ سے ایک بہترین تفسیر ہے۔ یہ تفسیر کسی ایک حلقے کی میراث نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کا ایک عظیم سرمایہ ہے۔ جس سے ہر فرد کو مستفید ہونا چاہیے۔

مکتب بریلوی کی منتخب اردو تفاسیر: تعاف و خصائص اور مناہج و اسالیب کا تجزیہ

تفسیر ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

- **تعارف تفسیر**

تفسیر ضیاء القرآن پیر کرم شاہ الازہریؒ: ۱۴۱۸ھ (۱۹۹۸ء) کی ایک عظیم کاوش ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن پیر کرم شاہ صاحبؒ نے 19 سال کی طویل مدت میں ۳۵۰۰ صفحات پر مشتمل قرآن کریم کی تفسیر اردو میں ۵ جلدوں میں مکمل فرمائی ہے۔ جس کو اردو زبان میں عہد حاضر کی بلند ترین تفسیر کہا جاتا ہے۔ نیز یہ تفسیر قدیم مفسرین کی طرز پر لکھی گئی ہے۔

- **مآخذ تفسیر**

ضیاء القرآن کی تصنیف میں اگرچہ بہت سی تفاسیر پیش نظر رہی ہیں لیکن یہاں صرف ان تفاسیر کا ذکر کریں گے جن کے حوالے مصنف نے بکثرت دیئے ہیں۔

۱۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازیؒ۔

۲۔ تفسیر روح المعانی از علامہ محمود افندی آلوسیؒ

۳۔ تفسیر قرطبی از علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبیؒ

۴۔ تفسیر مظہری از قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ

۵۔ تفسیر القرآن العظیم از حافظ ابن کثیرؒ

٦۔ تفسیر القرآن از سید ابو الاعلی مودودیؒ

۷۔ تفسیر ماجدی از عبد الماجد دریا آبادیؒ

۸۔ تفسیر فتح العزیز از شاہ عبد العزیزؒ

❖ **ضیاء القرآن کی خصوصیات اور اسلوب کے چند نکات**

- **لغوی تحقیق**

آیات میں جابجا لغوی و نحوی تحقیق پر بھی کلام فرمایا ہے۔

- **تذکرہ شان نزول**

شان نزول کا اکثر ذکر فرمایا ہے جس مقام پر کوئی واقعہ حدیث میں آتا ہے۔ جیسا کہ قدیم مفسرین ذکر فرمادیتے ہیں تو اس انداز کو بھی ضیاء القرآن میں سمودیا گیا ہے۔

- **فقہی مسائل پر تحقیق**

فقہی مسائل پر بعض مقامات میں کچھ کچھ تشریح فرمائی ہے۔

- **جدید مسائل پر نظر**

جہاں کہیں ضرورت پیش آتی ہے جدید مسائل اور دور حاضر پر بھی کچھ مواد مہیا فرمادیا ہے۔

- **ترجمہ تفسیر**

پیر صاحب تحت الالفاظ اور بامحاورہ تراجم کے دونوں طرزوں کو اس طرح سے یکجا کرتے ہیں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہتی ہے اور روز بیان میں بھی حتی الامکان فرق نہیں آتا۔[29]

- **آیت:**

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ[30]

مولانا اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کریم ﷺ کے مطابق تمام ارکان بجالائے جائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تو سراپا عجز و نیاز بنا ہوا ہو۔ احسان کی کیفیت تجھ پر طاری ہو یعنی تو محسوس کر رہا ہو "کانک تراہ" ورنہ کم از کم اتنا تو ضرور ہو "فانہ یراک" اس ذوق و شوق اور خشوع و خضوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی اور بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔

❖ تعارف تبیان القرآن

❖ تفسیر تبیان القرآن کا تعارف

تفسیر تبیان القرآن غلام رسول سعیدی متوفی: ١٦ فروری ٢٠١٦، ١٤٣٧ھ کی ایک عظیم کاوش ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے قلم سیال کا ایک عظیم و قابل قدر کارنامہ "تفسیر تبیان القرآن" ہے عہد حاضر کی نہایت، جامع کامل اور مکمل تفسیر ہے۔ میرے محدود مطالعہ کے مطابق اردو اور عربی کی کسی تفسیر میں اتنا ذخیرہ معلومات یکجا نہیں ہے۔ اگرچہ ہر تفسیر میں آپ کو جستہ جستہ تمام علوم و فنون سے متعلق معلومات ملیں گی لیکن ہر تفسیر میں بالعموم کوئی نہ کوئی رنگ غالب ہے۔ مثلاً ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ کی تفاسیر میں احادیث و روایات پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے۔ علامہ زمخشری کی تفسیر میں قرآن کی ادبیت اور بلاغت کی شان کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔[31]

---

[29] الازہری، پیر کرم شاہ، **مقدمہ ضیاء القران** (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ربیع الثانی، ١٤٠٠ھ)، ١/٩

[30] العنکبوت ٢٩:٤٥

[31] سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، الطبع السابع (لاہور، فرید بک سٹال، ربیع الاول، ١٤٢٩ھ / فروری ٢٠٠٨)، ١/٣٨

- **اسلوب تحقیق**

علامہ غلام رسول سعیدیؒ ایک نہایت بلند پایہ اور صاحب طرز مصنف اور محقق تھے۔ آپ کی فطرت ثانیہ میں سے تھا کہ جب بھی آپ کسی مسئلہ کی توضیح وتشریح اور تحقیق پر قلم اٹھاتے ہیں تو سب سے پہلے آپ قرآن سے رجوع کرتے تھے پھر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ اور تابعین سے اس کو مزین اور آراستہ کرتے تھے پھر آئمہ اربعہ کے اقوال اور مذاہب فقہاء کی روشنی میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اور اس مسئلہ پر دلائل و براہین کا انبار لگادیتے ہیں اور آخر میں اپنا موقف چند جملوں میں واضح کر دیتے ہیں۔

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: تفسیر میں میں نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو دلائل سے مزین کیا ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر آیا ہے وہاں میں نے تمام فقہی مذاہب کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

❖ **خصوصیات**

- **کامل وجامع تفسیر**

قرآن مجید کی موجودہ اردو تفاسیر میں جو شان ماہیت وکاملیت تبیان القرآن کو حاصل ہے۔ اس میں اس کا کوئی ثانی نہیں دوران تفسیر اردو زبان کے قارئین کے لیے مختلف موضوعات پر اتنا عظیم تحقیقی مواد جمع کر دیا گیا ہے جو کہیں اور ایک ہی جگہ دستیاب نہیں ہے۔

- **امتیازی وصف**

تبیان القرآن تمام زمانوں کی موجودہ تفاسیر میں یہ بھی امتیازی شان ہے کہ اس میں ہر بات جدید معیار تحقیق کے ساتھ کتاب مصنف مطبع اور اس طباعت کے حوالوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ یہ چیز دیگر کتب تفاسیر میں بہت مخصوص موضوعات کے ضمن میں خال خال تو ملے گی لیکن اس کا کلی التزام نہیں ہے۔

- **معیار تحقیق**

تبیان القرآن کا معیار تحقیق بلند ہے اس کے مشاہدے، مطالعے اور دستیاب علمی مواد میں وسعت اور اضافہ ہے۔ اس کی صلاحیت اظہار وابلاغ میں تنوع ہے۔[32] آیت: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْہٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ[33] مولانا اس آیت میں تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے بے حیائی اور برائی کے کام بھی کیے۔ اس نے صرف صورۃ ظاہر نماز پڑھی ہے حقیقتا نماز نہیں پڑھی۔

امام عبد الرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: سیدنا عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہیں روکا اس نماز سے اس کو صرف اللہ سے دوری حاصل ہو گی یا اس کی نماز نہیں ہوتی۔[34]

خلاصہ بحث

---

[32] سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، ۱/۳۸

[33] العنکبوت، ۲۹:۴۵

[34] سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، ۱/۹۲

اس مطالعے نے برصغیر میں قرآنی تفسیر کی علمی ورثے کو ایک جامع تجزیاتی تناظر میں پیش کیا ہے۔ اس نے مختلف مناہج اور اسالیب کے ذریعے علم کی گہرائی اور تنوع کو اجاگر کیا ہے۔ برصغیر کے علماء کی تفسیرات نے اسلامی علوم میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور عصری مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مطالعہ اس ورثے کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے اور مستقبل کے مطالعات کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتابیات

* کیلانی، عبدالرحمان، **تیسر القرآن** (لاہور، مکتبہ الاسلام، ۲۰۰۶ء)
* بھٹی، محمد اسحاق، **برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن** (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۰۵ء)
* بھٹوی، عبدالاسلام، **تفسیر قرآن الکریم** (لاہور، دارالاندلس، 2009)
* عاصم نعیم، **پاکستان کا اردو تفسیری ادب** (لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۹)
* کاندھلوي، محمد ادریس، **معارف القرآن**، (لاہور، ادارہ فہم القرآن، اکتوبر، 1999)
* مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تفہیم القرآن** (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، اکتوبر، 1986)
* شاہد علی، **اردو تفاسیر بیسویں صدی میں** (دہلی، مکتبہ کتابی دنیا، ۲۰۰۹ء)
* ندوی، فیصل احمد، **تفسیر اور اصول تفسیر**، (لاہور، ادارو معارف اسلامی، ۱۹۸۹)
* مفتی شفیع، **امداد المفتین**، (فتویٰ دارالعلوم دیوبند، ۱۹۷۷)
* اصلاحی، امین احسن، **علوم القرآن** (علی گڑھ، ادارہ علوم القرآن، ۲۰۰۰ء)
* الازہری، پیر کرم شاہ، **مقدمہ ضیاء القران** (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ربیع الثاني، ۱۴۰۰ھ)
* سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، الطبع السابع (لاہور، فرید بک سٹال، ربیع الاول، ۱۴۲۹ھ / فروری ۲۰۰۸)